

نبی اکرم ﷺ خیمے سے نکلے اور آپ یہ پڑھ رہے تھے کہ سَيَهْزَمُ الْجَمْعُ وَ  
يُوَلُّونَ الدُّبُرَ بِالسَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ كَعَنْقَرِيبٍ يَسْبُ  
كِهِ سَبَّ شَكْسْتِ كَهَا جَانِيں گے اور پیٹھ پھیر دیں گے اور یہی وہ گھڑی ہے  
جس سے ڈرائے گئے تھے اور یہ گھڑی نہایت سخت اور نہایت تلخ ہے

ہر امت کافرعون ہوتا ہے۔ اس امت کافرعون ابوجہل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بری  
طرح قتل کیا۔ عفراء کے دونوں بیٹوں اور ملائکہ نے اسے قتل کیا اور عبد اللہ بن مسعودؓ  
نے اس کا کام تمام کیا

جنگ بدر میں وقوع پذیر ہونے والے حالات و واقعات اور شہدائے بدر کا تذکرہ  
نیز کتب احادیث و ارشادات حضرت مسیح موعودؓ و خلفائے کرام کی روشنی میں بدر کے  
موقع پر نزولِ ملائکہ پر سیر حاصل گفتگو

فلسطین کے مظلوم مسلمانوں، امتِ مسلمہ، پاکستانی احمدیوں نیز دیگر اہم امور کے لیے  
دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز  
فرمودہ 07 جولائی 2023ء بمطابق 07/07 وفات 1402 ہجری شمسی

بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ② الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ③ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ④ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ⑤

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ⑥ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ⑦ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ⑧

گذشتہ خطبہ میں کفار مکہ پر مسلمانوں کے رعب کا ذکر کرتے ہوئے ابو جہل اور عتبہ کے جنگ کرنے کے بارے میں اختلاف کا ذکر ہوا تھا اور پھر

## ابو جہل کے طعنے کی وجہ سے عتبہ نے جنگ کا اعلان بھی کیا اور یوں باقاعدہ جنگ شروع ہوئی۔

اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے درمیان چلتا ہوا نکلا اور صفوں سے آگے نکل کر مبارزت طلب کی۔

(السيرة النبوية لابن هشام صفحہ ۲۲۶ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ عتبہ بن ربیعہ آگے بڑھا اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور اس کا بھائی آیا اور اس نے پکارا کہ کون اس سے مبارزت کرے گا، مقابلے پہ آئے گا؟ تو انصار کے کچھ نوجوانوں نے اس کو جواب دیا۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ عتبہ نے ان انصار سے پوچھا کون ہو تم؟ انہوں نے اسے بتایا کہ ہم کون ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ ہمارا تم سے کوئی سروکار نہیں۔ عتبہ نے ان کو یہ جواب دیا۔ ہمارا ارادہ تو صرف اپنے چچا کے بیٹوں سے لڑنے کا ہے۔ قریش سے، مکے والوں سے ہم نے لڑائی کرنی ہے، انصار سے نہیں۔ اور ساتھ ہی بلند آواز میں پکار کر کہا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے رشتے داروں میں سے ہمارے برابر کے لوگوں کو ہمارے مقابلے پہ بھیجو۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اٹھو اے حمزہ! اٹھو اے علی! اٹھو اے عبیدہ بن حارث! حضرت حمزہؓ آپ کے چچا تھے اور علیؑ چچا زاد ہیں جبکہ عبیدہ رشتے میں چچا بنتے ہیں۔ حمزہؓ عتبہ کی طرف بڑھے اور حضرت علیؑ کہتے ہیں میں شیبہ کی طرف بڑھا اور عبیدہؓ اور ولید میں دو جھڑپوں کا تبادلہ ہوا اور دونوں میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کو زخمی کر کے کمزور کر دیا۔ پھر ہم ولید کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو مار ڈالا اور عبیدہؓ کو ہم اٹھا کر لائے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی المبارزة، حدیث نمبر ۲۶۶۵)

(اللؤلؤ المكنون سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد دوم صفحہ 48 مکتبہ دار السلام ریاض 1433ھ)

ان دونوں نے، حمزہؓ اور حضرت علیؑ نے تو اپنے دشمنوں کو مار دیا۔ جب حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؑ اپنے ساتھی حضرت عبیدہ بن حارثؓ کو اپنی فوج میں اٹھا لائے تو ان کا پاؤں کٹ چکا تھا۔ جب ان کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں شہید نہیں ہوں؟ آپ نے فرمایا بیشک تم شہید ہو۔ (تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۳۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۶۲۱۲) حضرت عبیدہؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد تھے ان زخموں سے جانبر نہ ہو سکے اور بدر سے واپسی پر راستے میں انتقال کیا۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیین از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ 360)

حضرت عبیدہ بن حارثؓ کے بارے میں ایک روایت میں مذکور ہے کہ جب ان کا پاؤں تلوار سے کٹ گیا تو ان کے ساتھی انہیں اٹھا کر واپس لے آئے۔ جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لٹا دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم مبارک ان کے نیچے رکھ دیا۔ یعنی اپنا پاؤں ان کے سر یا رخسار کے نیچے رکھ دیا۔ اور عبیدہ نے بڑی محبت سے آپ کی طرف دیکھتے ہوئے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آج ابوطالب زندہ ہوتے تو جان لیتے کہ میں ان کے قول کا زیادہ حقدار ہوں۔ پھر حضرت ابوطالب کے شعر پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ بیت اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا جائے گا۔ ابھی تو ہم نے آپ کے دفاع کے لیے نہ نیزہ بازی کی ہے اور نہ ہی تیراندازی اور تم نے جھوٹ کہا ہے کہ ہم ان کو تمہارے حوالے کر دیں گے جب تک ہماری لاشیں ان کے گرد نہ پڑی ہوں اور ہم اپنے بیٹوں اور بیٹیوں سے غافل نہ ہو جائیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گو اہی دیتا ہوں کہ تم شہید ہو۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد ۲ صفحہ ۳۵-۳۶، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

(اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۵۴۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

### اس موقع پر ابو جہل نے ایک دعا کی تھی۔

اس کا ذکر یوں ملتا ہے کہ جب دونوں لشکر آپس میں مل گئے یعنی شدید لڑائی ہونے لگی تو ابو جہل نے دعا کی کہ اے خدا! ہم میں سے جو شخص قریبی رشتہ داریوں کو توڑتا ہے اور ایسی باتیں بیان کرتا ہے جو ہم نے پہلے کبھی نہیں سنیں تو آج اسے ہلاک کر۔

(ماخوذ از سیرت ابن ہشام صفحہ ۴۲۸- دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”بدر کی لڑائی کے وقت

میں ایک شخص مُسَمّی عمرو بن ہشام نے جس کا نام پیچھے سے ابو جہل مشہور ہوا جو کفار قریش کا سردار اور سرغنہ تھا ان الفاظ سے دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ مَنْ كَانَ مِنَّا اَفْسَدَ فِي الْقَوْمِ وَاَقْطَعَ لِلرَّحْمِ فَاَجْنُهُ الْيَوْمَ یعنی اے خدا! جو شخص ہم دونوں میں سے (اس لفظ سے مراد اپنے نفس اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا تھا) تیری نگہ میں ایک مفسد آدمی ہے اور قوم میں پھوٹ ڈال رہا ہے اور باہمی تعلقات اور حقوق قومی کو کاٹ کر قطع رحم ہو رہا ہے آج اس کو تو ہلاک کر دے اور ان کلمات سے ابو جہل کا یہ منشاء تھا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مفسد آدمی ہیں اور قوم میں پھوٹ ڈال کر ناحق قریش کے مذہب میں ایک تفرقہ پیدا کر رہے ہیں اور نیز انہوں نے تمام حقوق قومی تلف کر دیئے ہیں اور قطع رحم کا موجب ہو گئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ابو جہل کو یہی یقین تھا کہ گویا نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پوتر اور پاک نہیں ہے۔ تبھی تو اس نے درِ دل سے دعا کی لیکن اس دعا کے بعد شاید ایک گھنٹہ بھی زندہ نہ رہ سکا اور خدا کے قہر نے اسی مقام میں اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا اور جن کی پاک زندگی پر وہ داغ لگاتا تھا وہ اس میدان سے فتح اور نصرت کے ساتھ واپس آئے۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 174-175)

## جنگ کی حالت کا نقشہ

ایک جگہ اس طرح کھینچا گیا ہے کہ ”میدان کارزار میں کشت و خون کا میدان گرم تھا۔ مسلمانوں کے سامنے ان سے سہ چند جماعت“ یعنی تین گنا جماعت ”تھی جو ہر قسم کے سامان حرب سے آراستہ ہو کر اس عزم کے ساتھ میدان میں نکلی تھی کہ اسلام کا نام و نشان مٹا دیا جاوے اور مسلمان بیچارے تعداد میں تھوڑے، سامان میں تھوڑے، غربت اور بے وطنی کے صدمات کے مارے ہوئے ظاہری اسباب کے لحاظ سے اہل مکہ کے سامنے چند منٹوں کا شکار تھے مگر توحید اور رسالت کی محبت نے انہیں متوالا بنا رکھا تھا اور اس چیز نے جس سے زیادہ طاقتور دنیا میں کوئی چیز نہیں یعنی زندہ ایمان نے ان کے اندر ایک فوق العادت طاقت بھر دی تھی۔ وہ اس وقت میدان جنگ میں خدمت دین کا وہ نمونہ دکھا رہے تھے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہر اک شخص دوسرے سے بڑھ کر قدم مارتا تھا اور خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے بے قرار نظر آتا تھا۔ حمزہؓ اور علیؓ اور زبیرؓ نے دشمن کی صفوں کی صفیں کاٹ کر رکھ دیں۔“

(سیرت خاتم النبیین از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ 362)

## مسلمانوں کے پہلے شہید

کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت مہجَعؓ کو ایک تیر کا ہدف بنایا گیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ یہ مسلمانوں کے پہلے شخص تھے جنہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ اس کے بعد بنی عدی بن نَجَّار کے قبیلہ کے ایک شخص حضرت حَارِثَہ بن سُرَاقَہؓ نے شہادت حاصل کی۔ آپؓ حوض سے پانی پی رہے تھے کہ آپ کی طرف ایک تیر پھینکا گیا جو آپ کی گردن میں پیوست ہو گیا۔ اسی طرح آپؓ درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

(ماخوذ از سیرت ابن ہشام صفحہ ۲۲۸۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حَارِثَہ رضی اللہ عنہ بن سُرَاقَہ بن حَارِثَہ جنگ بدر میں شہید ہوئے اور وہ ابھی نوجوان لڑکے تھے۔ ان کی ماں دُبَیَّع بنتِ نَضْمَا حضرت انسؓ کی پھوپھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ کہنے لگیں یا رسول اللہؐ! آپؐ جانتے ہی ہیں جو مقام حَارِثَہ رضی اللہ عنہ کا میرے نزدیک تھا۔ سو اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور ثواب کی امید رکھوں اور اگر کوئی اور بات ہے تو آپؐ دیکھیں گے کہ میں کیا کچھ کرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے۔ کیا تو دیوانی ہے؟ کیا جنت ایک ہی ہے؟

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جنتیں تو بہت سی ہیں اور تمہارا بیٹا تو جنت الفردوس میں ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب البغازی، باب فضل من شہد بدر۔ حدیث ۳۹۸۲)

(طبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۳۸۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

اس جنگ میں صحابہؓ کا جوشِ جہاد جو دیکھنے میں آیا اس کے بارے میں لکھا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص آج کے دن صبر کے ساتھ ثواب سمجھ کر جنگ کرے گا اور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگے گا خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ یہ سن کر عبید بن حُصَام نے جو بنی سلمہ میں سے تھے کہا۔ اس وقت ان کے ہاتھ میں چند کھجوریں بھی تھیں جو وہ کھا رہے تھے۔ جب انہوں نے یہ سنا تو انہوں نے کہا کہ واہ! واہ! میرے اور جنت کے درمیان میں بس اتنا ہی وقفہ ہے کہ یہ لوگ مجھ کو قتل کر دیں اور پھر اپنی تلوار پکڑ کر اس قدر لڑے کہ شہید ہو گئے۔

عوف بن حارثؓ نے جو عفراء کے بیٹے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی کس بات سے خوش ہوتا ہے؟ فرمایا دشمن کو زرہ وغیرہ لباسِ حرب سے خالی ہو کر قتل کرنے سے۔ اس پر انہوں نے اپنی زرہ اتار کر پھینک دی اور بہت سے کافروں کو قتل کرنے کے بعد خود بھی شہید ہو گئے۔

(سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

## ابو جہل کے قتل کے بارے میں

بخاری میں جو روایت آتی ہے اس کے مطابق حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ میں جنگِ بدر کے دن ایک صف میں کھڑا تھا۔ میں نے نگاہ پھیری تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دائیں اور بائیں دو نوجوان لڑکے ہیں جیسے ان کی اس موجودگی پر میں اپنے آپ کو امن میں نہیں سمجھتا تھا۔ انہوں نے کہا یہ نوجوان لڑکے یا بچے انہوں نے میری کیا حفاظت کرنی ہے۔ کہتے ہیں میں امن میں نہیں سمجھتا تھا۔ اتنے میں ان میں سے ایک نے چپکے سے جس کی خبر اس کے ساتھی کو نہ ہوئی مجھے پوچھا۔ چچا! مجھے ابو جہل تو دکھا دو۔ میں نے کہا میرے بھتیجے تجھے اس سے کیا کام؟ وہ کہنے لگا میں نے اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر میں اس کو دیکھ پاؤں تو اسے مار ڈالوں گا یا اس کے سامنے خود مارا جاؤں گا۔ پھر دوسرے نوجوان نے چپکے سے جس کی خبر اس کے ساتھی کو نہ ہوئی مجھ سے ایسے ہی پوچھا۔ حضرت عبدالرحمنؓ کہتے تھے کہ مجھے کبھی اتنی خوشی نہ ہوتی اگر میں ان کی جگہ دو مردوں کے درمیان ہوتا۔ ان کے اس جذبے کے باوجود بھی ان کو تسلی نہیں ہوئی پھر بھی چاہتے تھے کہ دو مضبوط آدمی میرے دائیں بائیں ہوتے۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان دونوں کو ابو جہل کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ وہ ہے۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں شکروں کی طرح اس پر جھپٹے اور اس کو مار ڈالا اور وہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے معاذ اور معوذ۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی، حدیث ۳۹۸۸)

(عبد القاری جلد السابع عشر، صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو باتیں کرتے سنا کہ ابو الحکم تک کسی کی رسائی نہ ہو سکے گی۔ چنانچہ میں نے ارادہ کر لیا کہ ضرور اس پر حملہ کروں گا اور میں اس پر جھپٹ پڑا اور تلوار کی ایک ضرب سے اس کا پاؤں ساق تک کاٹ دیا۔ اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر وار کیا اور میرا

ہاتھ اڑا دیا۔ صرف جلد کے سہارے وہ میرے پہلو میں اٹکا رہا۔ تمام دن میں اسی طرح لڑتا رہا جب تکلیف زیادہ ہوئی تو میں نے اس پر پاؤں رکھ کر جسم سے علیحدہ کر دیا۔

(ماخوذ از تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۳۶ دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۱۲ء)

جنگ کے اختتام پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین کے درمیان کھڑے ہوئے اور ابو جہل کو ڈھونڈنا شروع کیا۔ آپ نے اس کو نہ پایا تو یہ دعا کی کہ

اللَّهُمَّ لَا تَعْزِزْنِي فِرَاعُونَ هَذِهِ الْأُمَّةِ۔

اے اللہ! تو مجھے اس امت کے فرعون کے مقابلے پر عاجز نہ کر دینا۔

کہیں بچ کے نہ چلا جائے۔ پھر لوگوں نے اس کی تلاش شروع کی تو حضرت عبد اللہ بن مسعود نے اسے ڈھونڈ لیا۔

(السيرة الحلبیہ باب ذکر مغازیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی دعا مانگی کہ اے خدا! ایسا نہ ہو کہ وہ تیری گرفت سے نکل جائے۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۳۶، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کی لاش کو تلاش کرنے کا حکم دیا تو عبد اللہ بن مسعود و مقتولوں میں تلاش کرتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر تم کو اس کا پتہ نہ چلے تو اس طرح اس کو پہچانا کہ اس کے گھٹنے پر ایک زخم کا نشان ہے کیونکہ میں نے ابو جہل کو ایک مرتبہ عبد اللہ بن جُدعان کے ہاں ایک دعوت کے موقع پر زور کا دھکا دیا کہ وہ گھٹنوں کے بل گر اور اس کے گھٹنے میں زخم ہو گیا۔ اس کا نشان اب تک اس کے گھٹنے میں موجود ہے۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ اسی نشان کے ساتھ میں نے اس کو پہچانا اور کچھ رتق زندگی کی ابھی اس میں باقی تھی۔ میں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا کیونکہ مکہ میں اس نے مجھ کو بہت تکلیف پہنچائی تھی۔ میں نے کہا

اے دشمن خدا! تُو نے دیکھا کہ خدا نے تجھ کو کیسا ذلیل کیا!

کہنے لگا مجھ کو کس بات نے ذلیل کیا ہے؟ ایک شخص کو تم نے مار ڈالا۔ کیا ہوا؟ کیا تم نے آج تک کسی ایسے آدمی کو قتل کیا ہے جو مجھ سے زیادہ معزز اور صاحبِ رتبہ ہو؟ اچھا یہ بتاؤ کہ فتح کس کی ہوئی؟ حضرت

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے تھے کہ ابو جہل نے مجھ سے اپنے آخری وقت میں جبکہ میں نے اس کی گردن پر قدم رکھا کہا تھا کہ اے بکریوں کے چرانے والے ذلیل چرواہے! تو ایسی جگہ پر چڑھ گیا ہے جہاں تجھے نہیں چڑھنا چاہیے تھا۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر آپ کے پاؤں میں ڈال دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دشمن خدا ابو جہل کا سر ہے۔ حضورؐ نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا: اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ۔ اللہ ہی وہ ذات پاک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ ابن ہشام کی روایت ہے۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ ۲۳۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

(شہام زرقانی جلد دوم صفحہ ۲۹۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(سیرت ابن ہشام مترجم جلد اول صفحہ ۲۲۷ مطبوعہ ادارۃ اسلامیات)

اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جب ابو جہل کو قتل کر دیا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو جہل کے قتل کے بارے میں بتایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ پیدل تشریف لے گئے اور فرمایا اللہ کی قسم! جس کے ساتھ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں نے بھی عرض کیا اللہ کی قسم! جس کے ساتھ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو جہل کی لاش کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

اے اللہ کے دشمن! ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے تجھے رسوا کیا۔

(مسند الامام احمد بن حنبل جلد دوم صفحہ ۱۶۵ روایت نمبر ۲۲۶ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہر امت کافرعون ہوتا ہے۔ اس امت کافرعون ابو جہل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بری

طرح قتل کیا۔ عفرات کے دونوں بیٹوں اور ملائکہ نے اسے قتل کیا اور عبداللہ بن مسعودؓ

نے اس کا کام تمام کیا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد ۴ صفحہ ۵۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۳ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”ابو جہل کو فرعون کہا گیا ہے۔ مگر میرے

نزدیک وہ تو فرعون سے بڑھ کر ہے۔ فرعون نے تو آخر کہا اَمَنْتُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْ اَمَنْتُ بِهٖ بَنُوْ

اِسْمَاعِيْلَ (یونس: ۹۱)“ کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے

ہیں۔ ”مگر یہ آخر تک ایمان نہ لایا۔ مکہ میں سارا فساد اسی کا تھا اور بڑا متکبر اور خود پسند، عظمت اور شرف کو چاہنے والا تھا۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 247 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰؑ کی طرح اپنی قوم کے راستبازوں کو درندوں اور خونبویوں سے نجات دی اور موسیٰؑ کی طرح ان کو مکہ سے مدینہ کی طرف کھینچ لایا اور ابوجہل کو جو اس امت کا فرعون تھا بدر کے میدان جنگ میں ہلاک کیا۔“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 523)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”بدر کے موقع پر کفار مکہ جب آئے۔ انہوں نے سمجھا کہ بس اب ہم نے مسلمانوں کو مار لیا اور ابوجہل نے کہا ہم عید منائیں گے اور خوب شراہیں اڑائیں گے اور سمجھا کہ بس اب مسلمانوں کو مار کے ہی پیچھے ہٹیں گے۔ لیکن اسی ابوجہل کو مدینہ کے دو لڑکوں نے (کفار مکہ مدینہ والوں کو نہایت ذلیل خیال کرتے تھے اور ان کو ارائیں کہا کرتے تھے) قتل کر دیا۔“ یعنی صرف سبزیاں اگانے والے، کاشت کاری کرنے والے۔ ان کو جنگ کا کیا پتہ؟ بہر حال ان لڑکوں نے قتل کر دیا ”اور اسے ایسی حسرت دیکھنی نصیب ہوئی کہ اس کی آخری خواہش بھی پوری نہ ہو سکی۔ (عرب میں رواج تھا کہ جو سردار ہوتا وہ اگر لڑائی میں مارا جاتا تو اس کی گردن لمبی کر کے کاٹتے تا کہ پہچانا جاوے کہ یہ کوئی سردار تھا)۔ عبد اللہ بن مسعودؓ نے اسے دیکھا (جب یہ بے حس و حرکت زخمی پڑا تھا) اور پوچھا کہ تمہاری کیا حالت ہے؟ اس نے کہا مجھے اور تو کو کوئی افسوس نہیں۔ صرف یہ ہے کہ مجھے مدینہ کے دو ارائیں بچوں نے مار دیا۔ عبد اللہؓ نے دریافت کیا کہ تمہاری کوئی خواہش ہے؟ اس نے کہا کہ اب میری یہ خواہش ہے کہ میری گردن ذرا لمبی کر کے کاٹ دو۔ انہوں نے کہا میں تیری یہ خواہش بھی پوری نہ ہونے دوں گا اور اس کی گردن کو ٹھوڑی کے پاس سے سختی سے کاٹ دیا اور وہ جو عید منانی چاہتا تھا وہی اس کے لئے ماتم ہو گیا اور وہ شراب جو اس نے پی تھی اسے ہضم ہونی بھی نصیب نہ ہوئی۔“

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 11)

مشرکین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے

کنکریاں پھینکے جانے کے واقعہ کے بارے میں

اس طرح لکھا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خیمے میں دعا کر رہے تھے تو حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! بس کیجیے۔ آپؐ نے اپنے رب سے دعا مانگنے میں بہت اصرار کر لیا ہے اور آپؐ زرہ پہنے ہوئے تھے۔

آپؐ خیمے سے نکلے اور آپؐ یہ پڑھ رہے تھے کہ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذَى وَأَمْرٌ (القدر: 46-47) عنقریب یہ سب کے سب شکست کھا جائیں گے اور پیٹھ پھیر دیں گے اور یہی وہ گھڑی ہے جس سے ڈرائے گئے تھے اور یہ گھڑی نہایت سخت اور نہایت تلخ ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب ما قیل فی درم النبی ﷺ والقبیص فی الحراب حدیث: ۲۹۱۵)

اس کی تفصیل میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؒ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھا ہے کہ ”غرض کیا مہاجر اور کیا انصار سب مسلمان پورے زور و شور اور اخلاص کے ساتھ لڑے۔ مگر دشمن کی کثرت اور اس کے سامان کی زیادتی کچھ پیش نہ جانے دیتی تھی اور نتیجہ ایک عرصہ تک مشتبہ رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر دعا و ابہتال میں مصروف تھے اور آپؐ کا اضطراب لحظہ بلحظہ بڑھتا جاتا تھا مگر آخر ایک کافی لمبے عرصہ کے بعد آپؐ سجدہ سے اٹھے اور خدائی بشارت سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ کہتے ہوئے سامان سے باہر نکل آئے۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؒ ایم اے صفحہ 362-363)

امام رازیؒ سورہ انفال کی آیت وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى (الانفال: 18) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب قریش نے چڑھائی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! یہ قریش قبیلہ اپنے گھوڑوں اور سامانِ فخر کے ساتھ اس حالت میں آیا کہ وہ تیرے رسول کو جھٹلا رہے ہیں اور تکذیب کر رہے ہیں۔

اے اللہ! میں تجھ سے وہ چیز طلب کرتا ہوں جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔

تو جبرئیل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! مٹھی بھر مٹی لیں اور ان کفار کی طرف پھینک دیں۔ پھر جب دونوں لشکروں کی آپس میں مڈھ بھیڑ ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ وادی کے کنکروں سے بھری ہوئی مٹھی بھر مٹی پکڑاؤ جسے آپ نے ان کفار کے چہروں کی طرف پھینک دیا اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوٰہِ یعنی چہرے مسخ ہو جائیں، تو مشرکین اپنی آنکھیں مسلنے لگے جس کے نتیجے میں وہ شکست خوردہ ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی۔ یعنی کنکروں سے بھری ہوئی مٹھی جسے آپ نے پھینکا فی الحقیقت آپ نے اسے نہیں پھینکا تھا کیونکہ آپ کا پھینکنا اتنا ہی اثر انداز ہو سکتا ہے جتنا کہ ایک انسان کا پھینکنا اثر انداز ہوتا ہے بلکہ اللہ نے اسے پھینکا ہے جس کے نتیجے میں اس مٹی کے ذرات ان کی آنکھوں تک پہنچ گئے۔ تو یہ پھینکنے کی صورت تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوئی لیکن اس کا اثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صادر ہوا۔

(تفسیر الکبیر از امام دازی جلد ۸، جزء ۵، صفحہ ۱۱۲، مکتبہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۴ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؒ اس میدان جنگ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سائبان سے ”باہر آ کر آپ نے چاروں طرف نظر دوڑائی تو کشت و خون کا میدان گرم پایا۔ اس وقت آپ نے ریت اور کنکر کی ایک مٹھی اٹھائی اور اسے کفار کی طرف پھینکا اور جوش کے ساتھ فرمایا۔ شَاهَتِ الْوُجُوٰہِ ”دشمنوں کے منہ بگڑ جائیں“ اور ساتھ ہی آپ نے مسلمانوں سے پکار کر فرمایا یکدم حملہ کرو۔ مسلمانوں کے کانوں میں اپنے محبوب آقاؐ کی آواز پہنچی اور انہوں نے تکبیر کا نعرہ لگا کر یکدم حملہ کر دیا۔ دوسری طرف ادھر آپ کا مٹھی بھر کر ریت پھینکنا تھا کہ ایسی آندھی کا جھونکا آیا کہ کفار کی آنکھیں اور منہ اور ناک ریت اور کنکر سے بھرنے شروع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا یہ خدائی فرشتوں کی فوج ہے جو ہماری نصرت کو آئی ہے اور روایتوں میں مذکور ہے کہ اس وقت بعض لوگوں کو یہ فرشتے نظر بھی آئے۔ بہر حال عتبہ، شیبہ اور ابو جہل جیسے رؤسائے قریش تو خاک میں مل ہی چکے تھے۔ مسلمانوں کے اس فوری دھاوے اور آندھی کے اچانک جھونکے کے نتیجے میں قریش کے پاؤں اکھڑنے شروع ہو گئے اور جلد ہی کفار کے لشکر میں بھاگ پڑ گئی اور تھوڑی دیر میں میدان صاف تھا۔“

(سیرت خاتم النبیین از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؒ ایم اے صفحہ 363)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے

ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سید و مولیٰ سید الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔ اسی معجزہ کی طرف اللہ جل شانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے... یعنی جب تو نے اس مٹھی کو پھینکا وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا۔ یعنی درپردہ الہی طاقت کام کر گئی۔ انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔“  
(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 65)

**بہر حال تھوڑی دیر بعد مشرکین میں ناکامی اور اضطراب کے آثار نمودار ہو گئے۔**

ان کی صفیں مسلمانوں کے تابڑ توڑ حملوں سے درہم برہم ہو گئیں۔ ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو شکست فاش دی۔

### حضرت سعدؓ کا کفار کے خلاف شدید جذبہ

کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ آخر کار جب دشمن نے شکست کھا کر ہتھیار پھینک دیے اور صحابہؓ ان کو گرفتار کرنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت سعدؓ کے چہرے پر اس منظر سے ناگواری کے آثار ہیں یعنی مسلمانوں کے اس عمل کو وہ ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے فرمایا اے سعد! ایسا لگتا ہے کہ تم قوم کی اس حرکت کو یعنی مشرکوں کو گرفتار کرنے کو ناپسند کر رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا بیشک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مشرکوں کے ساتھ ہماری یہ پہلی اور کامیاب جنگ ہے۔ لہذا اس میں میرے نزدیک مشرکوں کو زندہ رکھنے کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ قتل کر دینا بہتر ہے۔ (السیرة الحلبيہ، جلد ۲ صفحہ ۲۳۰، دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۲ء) کہتے ہیں میں قید کرنے کو ناپسند کر رہا ہوں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔

## جنگ بدر میں فرشتوں کا نزول

اس کے بارے میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّي مُبِدُّكُمْ بِالْفِ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرَدِّفِيْنَ (الانفال: 10) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اس نے تمہاری التجا کو قبول کر لیا اس وعدے کے ساتھ کہ میں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔

غزوہ بدر میں نزول ملائکہ کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز فرمایا یہ جبرئیل ہیں۔ انہوں نے اپنے گھوڑے کی لگام کو پکڑا ہوا ہے اور جنگی آلات سے آراستہ ہیں۔ سیرت ابن ہشام میں متعدد صحابہ کی روایات بدر کے دن فرشتوں کے نزول پر دلالت کرتی تھیں۔

(ماخوذ از دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 6 صفحہ 214 بزم اقبال لاہور، اپریل 2022ء)

صحابہؓ کی ان کے بارے میں بہت ساری روایات ہیں۔ حضرت جبرئیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں اہل بدر کو کیا مقام دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا بہترین مسلمان یا ایسا ہی کوئی کلمہ فرمایا۔ جبرئیل نے کہا اور اسی طرح وہ ملائکہ بھی افضل ہیں جو جنگ بدر میں شریک ہوئے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب شہود الملائکہ بدرًا حدیث ۳۹۹۲)

ایک سیرت نگار نے یہ بھی روایت لکھی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے بنی غفار کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ میں اور میرا ایک چچا زاد بھائی ہم دونوں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھ گئے جہاں سے بدر کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ ہم مشرک تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ جنگ میں آفت کس پر پڑتی ہے تاکہ ہم بھی ٹوٹنے والوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہو جائیں۔ چنانچہ اسی اثنا میں کہ ہم پہاڑ پر تھے ایک بادل کا ٹکڑہ ہمارے قریب ہوا۔ ہم نے اس میں گھوڑوں کے ہنہانے کی آواز سنی۔ میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ حَيُّوْمَ آگے بڑھو۔ میرے چچا زاد بھائی کے تودل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ یہ آواز سن کے اسی جگہ مر گیا اور رہا میں تو میں بھی ہلاکت کے قریب ہو گیا تھا۔ پھر میں نے اپنے آپ پر قابو پالیا۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ ۴۳۱، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

سہیل بن عمرو جو اس وقت کافر تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے بدر کے دن چنگبرے گھوڑوں پر سفید لوگوں کو دیکھا۔ وہ آسمان اور زمین کے درمیان تھے اور قریشی افراد کو قتل کر رہے تھے اور قیدی بنا رہے تھے۔ غرض

**بدر میں فرشتوں کو صرف مسلمانوں نے ہی نہیں دیکھا بلکہ کفار نے بھی دیکھا ہے۔**

(ماخوذ از دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 6 صفحہ 215 بزم اقبال لاہور، اپریل 2022ء)

ابو اسید مالک بن ربیعہ جو غزوہ بدر میں حاضر تھے ان کی روایت ہے کہ یہ واقعہ ان کی بینائی جاتے رہنے کے بعد کا ہے۔ جب انہوں نے واقعہ بتایا، اس وقت بتا رہے ہیں جب ان کی بینائی جاتی رہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ آج میں بدر میں ہوتا اور میری بینائی بھی ہوتی تو میں تم کو (جب یہ سنا رہے تھے اس وقت ان کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی تھی لیکن بدر کا واقعہ کے بارے میں ان کو بتا رہے ہیں کہ جب میری بینائی تھی اور بدر میں میں نے خود یہ دیکھا) اگر میری بینائی ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی بھی دکھاتا جس سے فرشتے نکلے۔ مجھے اس میں نہ کوئی شک ہے اور نہ شبہ۔ ابوداؤد صائغ سے روایت ہے جو غزوہ بدر میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا بیشک میں نے بدر کے روز ایک مشرک کا تعاقب کیا تا کہ اس پر وار کروں تو اچانک میں نے دیکھا کہ میری تلوار اس تک پہنچنے سے پہلے اس کا سر کٹ کر گر پڑا۔ میں نے جان لیا کہ اسے میرے سوا کسی اور نے قتل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ بدر کے دن فرشتوں کی علامت سفید عمامے تھے جن کے شملے انہوں نے اپنی پلٹھوں پر لٹکائے ہوئے تھے اور حنین کے روز سرخ عمامے ان کی علامت تھے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ عمامے عربوں کے تاج ہیں اور بدر کے روز فرشتوں کی علامت سفید عمامے تھے جو انہوں نے اپنی پلٹھوں پر لٹکائے ہوئے تھے مگر حضرت جبرئیلؑ کے سر پر زرد عمامہ تھا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرشتوں نے بدر کے سوا کسی اور جنگ میں قتال نہیں کیا۔ وہ دوسری جنگوں میں تعداد اور مدد کو بڑھانے کے لیے شریک ہوتے تھے، کسی کو مارتے نہیں تھے۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ ۲۳۱-۲۳۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء) سیرت ابن ہشام کی یہ روایت ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرشتوں کا نزول محض مومنوں کے لیے بطور بشارت اور ان کے دلی

اطمینان کے لیے تھا وگرنہ فرشتے جنگ میں عملاً شریک نہیں ہوئے۔ یہ تصور بھی بعض احادیث صحیحہ جو ہیں اس کے منافی ہے۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ فرشتے جنگ میں عملاً شریک ہوئے۔ البتہ یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ نصرت کے لیے تو ایک ہی فرشتہ کافی تھا تو ہزاروں فرشتے کیوں نازل ہوئے۔

امام ابن کثیر صحیحین میں موجود عرصہ جنگ میں فرشتوں کے نزول کی احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے فرشتوں کا نزول اور مسلمانوں کو اس کی اطلاع بطور خوشخبری تھی ورنہ اللہ اس کے بغیر بھی اپنے دشمنوں کے خلاف مسلمانوں کی مدد کر سکتا ہے۔ اس لیے اس نے فرمایا مدد صرف اللہ کی طرف سے ہے اور سورہ محمد میں فرمایا اللہ چاہے تو خود ہی ان کافروں سے بدلہ لے لے لیکن وہ آزماتا ہے۔

(ماخوذ از دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 6 صفحہ 218-219 بزم اقبال لاہور، اپریل 2022ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جنگ بدر میں خدا تعالیٰ نے بادلوں میں سے ہی اپنا چہرہ ظاہر کیا یعنی ابھی جنگ شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ بارش ہوئی جس سے کفار کو شدید نقصان اور مومنوں کو جنگی لحاظ سے عظیم الشان فائدہ پہنچا اور پھر مومنوں کی مدد اور کفار پر رعب طاری کرنے کے لئے ملائکہ بھی دلوں پر نازل ہوئے بلکہ جنگ بدر میں کئی کفار نے ملائکہ کو اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا اور قُضِيَ الْأَمْرُ کے ماتحت عرب کے سردار چن چن کر مارے گئے۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 458)

اسی طرح تفسیر صغیر میں سورۃ آل عمران کی آیت 127 کے تحت تفسیری نوٹ میں لکھا ہے: ”اس میں بتایا ہے کہ فرشتوں کا ذکر صرف اس لئے ہے کہ خواب یا کشف میں خوشخبری ملنے سے انسان کی ہمت بڑھتی ہے ورنہ اصل مراد یہی تھی کہ خدا تعالیٰ مدد کرے گا۔“

(تفسیر صغیر صفحہ 96 سورۃ آل عمران زیر آیت: 127)

**بہر حال یہ ایک کشفی رنگ تھا جو ایک حقیقی حالت تھی**

**لوگوں نے بھی دیکھا اور غیروں نے بھی۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں یہ آپ کا جو بیان ہے کتاب التبلیغ، آئینہ کمالات اسلام میں ہے۔ اس میں عربی میں ذکر ہے تو عربی والے بعض دفعہ کہتے ہیں

کہ آپ لمبے اقتباس پڑھتے ہیں تو ہمیں ترجمہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے میں کوشش کرتا ہوں کہ عربی بھی پڑھ دوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”وَقَدْ جَرَتْ عَادَتُهُ وَسُنَّتُهُ أَنَّهُ يَخْتَارُ الْإِحْفَاءَ وَالنَّكْتَمَ فِي وَاقِعَاتٍ قَضَتْ حِكْمَتُهُ إِخْفَاءَ هَا وَيَخْلُقُ الْإِهْوَاءَ فَتَحْشُرُ الْأَرَاءُ إِلَى جِهَاتٍ أُخْرَى۔ وَإِذَا أَرَادَ إِخْفَاءَ صُورَةِ نَفْسٍ وَاقِعَةٍ فَرَبَّابًا يَرَى فِي تِلْكَ الْمَوَاضِعِ الْوَاقِعَةَ الْكَبِيرَةَ صَغِيرَةً مَهُونَةً وَالْوَاقِعَةَ الصَّغِيرَةَ الْمَسْنُونَةَ كَبِيرَةً نَادِرَةً وَالْوَاقِعَةَ الْمُبَشَّرَةَ مُخَوَّفَةً وَالْوَاقِعَةَ الْمُبْخَوَّفَةَ مُبَشَّرَةً۔ فَهَذِهِ أَرْبَعَةٌ أَقْسَامٍ مِنَ الْوَاقِعَاتِ مِنْ سُنَنِ اللَّهِ كَمَا مَضَى۔ أَمَّا الْوَاقِعَةُ الْكَبِيرَةُ الْعَظِيمَةُ الَّتِي أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يُرِيَهَا صَغِيرَةً حَقِيرَةً فَنَظِيرُهَا فِي الْقُرْآنِ وَاقِعَةُ بَدْرِ لَمَّا يَتَدَبَّرُ وَيُرَى۔ فَإِنَّ اللَّهَ قَلَّلَ أَعْدَاءَ الْإِسْلَامِ بِبَدْرِ فِي مَنَامِ رَسُولِهِ لِيُذْهِبَ الرُّوعَ عَنِ قُلُوبِ الْمُسْلِمِينَ وَيَقْضِيَ مَا أَرَادَ مِنَ الْقَضَاءِ۔ وَأَمَّا الْوَاقِعَةُ الَّتِي أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يُرِيَهَا كَبِيرَةً نَادِرَةً فَنَظِيرُهَا فِي الْقُرْآنِ بِشَارَةُ مَدَدِ الْبَلَايَةِ كَيْ تَقَرَّ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا تَأْخُذَهُمْ حَيْفَةٌ فِي ذَلِكَ الْبَأْسِ۔ فَإِنَّهُ تَعَالَى وَعَدَّ فِي الْقُرْآنِ لِلْمُؤْمِنِينَ وَبَشَّرَهُمْ بِأَنَّهُ يُبَدِّدُهُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْبَلَايَةِ وَمَا جَعَلَ هَذَا الْعَدَدَ الْكَثِيرَ إِلَّا لَهُمْ بُشَايَ۔ لِأَنَّ فَرَادًا مِنَ الْبَلَايَةِ يَقْدِرُ بِإِذْنِ رَبِّهِ عَلَى أَنْ يَجْعَلَ عَالِي الْأَرْضِ سَافِلَهَا فَمَا كَانَ حَاجَةً إِلَى خَمْسَةِ آلَافٍ بَلْ إِلَى خَمْسَةِ وَلَكِنَّ اللَّهَ شَاءَ أَنْ يُرِيَهُمْ نُصْرَةً عَظِيمَةً فَاخْتَارَ لِقَظًا يَفْهَمُ مِنْ ظَاهِرِهَا كَثْرَةَ الْمُبَدِّينِ وَأَرَادَ مَا أَرَادَ مِنَ الْمَعْنَى۔ ثُمَّ نَبَّهَ الْمُؤْمِنِينَ بَعْدَ فَتْحِ بَدْرِ أَنَّ عِدَّةَ الْبَلَايَةِ مَا كَانَتْ مَحْصُوتَةً عَلَى ظَاهِرِ أَلْفِهَا بَلْ كَانَتْ مُؤَوَّلَةً بِتَأْوِيلٍ يَعْلَمُهُ اللَّهُ بِعَلْبِهِ الْأَرْفَعِ وَالْأَعْلَى۔ وَفَعَلَ كَذَلِكَ لِتَطْمِينِ قُلُوبِهِمْ بِهَذِهِ الْبُشَايَ وَيَزِيدَهُمْ حُسْنَ الظَّنِّ وَالرَّجَاءِ۔“

(التبليغ، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 447 تا 449)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس کی یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ عادت اور سنت ہمیشہ سے جاری ہے کہ وہ ان واقعات کو خفیہ اور پوشیدہ رکھتا ہے جن کی حکمت ان کا اخفا چاہتی ہے اور لوگوں کی خواہشات اور آراء اصل حقیقت کے برخلاف ہوتی ہیں۔ بعض اوقات اس بڑے واقعہ کو ایک چھوٹا اور معمولی واقعہ دکھاتا ہے اور چھوٹے واقعہ کو بڑا اور نادر واقعہ کے طور پر بیان کرتا ہے اور خوشخبری دینے والے واقعہ کو ڈرانے والا اور ڈرانے والے واقعہ کو خوشخبری دینے والا واقعہ دکھاتا ہے۔ یہ واقعات کی چار اقسام ہیں جو کہ اللہ کی سنت کے مطابق جاری و ساری ہیں۔ وہ عظیم اور بڑا واقعہ جسے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اسے

چھوٹا اور حقیر کر کے دکھائے وہ واقعہ جنگ بدر کا ہے اس کے لئے جو چاہے کہ تدبر کرے اور آنکھیں کھولے۔ پس اللہ نے بدر کے موقع پر اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں دشمنان اسلام کو کم کر کے دکھایا۔ موقع پر اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دشمنان اسلام کو کم کر کے دکھلایا تا کہ مسلمانوں کے دلوں سے ان کا ڈر دور ہو جائے اور تا کہ اللہ جو ارادہ کرتا ہے وہ پورا ہو کر رہے اور وہ واقعہ جسے اللہ نے چاہا کہ بڑا اور نادر کر کے دکھائے تو اس کی نظیر قرآن میں فرشتوں کی مدد کی خوشخبری کا واقعہ ہے تا کہ مومنوں کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچے اور معرکے میں انہیں کوئی ڈر نہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مومنوں سے وعدہ کیا اور انہیں خوشخبری دی کہ وہ پانچ ہزار فرشتوں سے ان کی مدد کو آئے گا۔ اس عدد کو زیادہ کر کے اس لیے دکھایا تا کہ ان کے لیے خوشخبری ہو۔ حالانکہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہی یہ قدرت رکھتا ہے کہ وہ اپنے رب کے حکم سے زمین کو تہ و بالا کر دے۔ اس کے لیے پانچ ہزار کی نہیں بلکہ پانچ کی بھی ضرورت نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو عظیم نصرت دکھائے تو اس نے وہ لفظ اختیار کیا جس سے امداد کرنے والے کی کثرت ظاہر ہوتی ہے اور یہی مراد لیا تھا۔ پھر اس نے فتح بدر کے بعد مومنوں کو خبر دی کہ فرشتوں کی تعداد ظاہری الفاظ پر محمول نہیں تھی بلکہ اس کی وہ تاویل تھی جو کہ اللہ بلند و برتر جانتا ہے اور اللہ نے ایسا اس لیے کیا تا کہ اس خوشخبری کے ذریعے ان کے دلوں کو اطمینان ہو اور انہیں حسن ظن اور امید میں بڑھائے۔

### مشرکین کی شکست کے بارے میں

لکھا ہے کہ تھوڑی دیر بعد مشرکین کے لشکر میں ناکامی اور اضطراب کے آثار ہو گئے جب کھلی جنگ شروع ہوئی تو آثار نمودار ہو گئے۔ ان کی صفیں مسلمانوں کے تابڑ توڑ حملوں سے درہم برہم ہونے لگیں۔ معرکہ اپنے انجام کے قریب جا پہنچا جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہوا۔ پھر مشرکین کے جتھے بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے ہٹے اور ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ مسلمانوں نے مارتے کاٹتے اور پکڑتے باندھتے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ ان کو بھر پور شکست ہو گئی۔

(الرحیق المختوم مترجم صفحہ 299۔ المکتبۃ السلفیہ لاہور 2000ء)

پھر ایک جگہ لکھا ہے کہ یہ معرکہ مشرکین کی شکستِ فاش اور مسلمانوں کی فتحِ مبین پر ختم ہوا اور اس

میں چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے لیکن مشرکین کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید کیے گئے جو عموماً قائد اور سردار اور بڑے بڑے سربر آوردہ حضرات تھے۔

(الرحیق المختوم مترجم صفحہ 306۔ المکتبۃ السلفیۃ لاہور 2000ء)

### غزوہ بدر میں شہید ہونے والے جو صحابہؓ تھے وہ یہ تھے۔

کل چودہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا جیسا کہ ذکر ہوا ہے۔ ان میں سے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے تھے۔ مہاجر جو تھے ان میں عبیدہ بن حارث بن مُطَلِّب، عُمیر بن ابی وقاص، ذُو الشِّمَالِین یعنی عمیر بن عبد عمرو، عاقل بن بکیر، مہجَع مولیٰ عمر بن خطاب، صَفْوَان بن یُضَاء۔ اور انصار میں سے سعد بن خَیثَمہ، مبشر بن عبد المنذر، یزید بن حارث، عُمیر بن حُمَام، رافع بن مُعَلٰی، حَارِثَہ بن سَمَاقہ۔

مشرکین کے مقتولین جو تھے وہ ستر مشرکین تھے جو ہلاک ہوئے۔ زیادہ تر قریش کے سردار تھے۔ چند اہم اور نامور مقتولین کے نام یہ ہیں۔ حنظلہ بن ابوسفیان، حارث بن حَضَامِی، عامر بن حضرمی، عبیدہ بن سعید بن عاص، عاص بن سعید بن عاص، عُقْبَہ بن ابی مُعِیْط، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ بن ربیعہ، حارث بن عامر، ابوالختری عاص بن ہشام، نصر بن حارث، عاص بن ہشام، عاص بن ہشام کا نام دو دفعہ ہے یاد و شخص ہیں۔ ابوالعاص بن قیس، امیہ بن خَلَف، ابوجہل جس کا نام عمرو بن ہشام تھا۔ ان میں سے اکثریت ان کی تھی جو مکے میں مسلمانوں سمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف دیا کرتے تھے۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ ۲۷ تا ۲۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء) (کتاب المغازی للواقدی جلد ۱ صفحہ ۱۲۵ عالم الکتب بیروت ۱۹۸۴ء) اس بارے میں باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

کچھ دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

فلسطین کے مسلمانوں کے لیے بھی دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ ان کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔ مظلوموں کی دادرسی فرمائے۔ ان کو ایسی لیڈر شپ یا راہنما عطا فرمائے جو ان کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ان کی صحیح راہنمائی کرنے والے ہوں اور انہیں

ظلموں سے نکلنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ ان کی اب بہت زیادہ مظلومیت کی حالت ہو چکی ہے اور لگتا ہے کوئی ان کو سنبھالنے والا نہیں۔ کوئی ان کو راہنمائی کرنے والا نہیں۔

**مسلمان اگر ایک ہو جائیں تو ان مشکلات سے نکل سکتے ہیں۔**

**اسی طرح سویڈن میں اور بعض دوسرے ملکوں میں**

بھی جو آزادی رائے اور مذہبی آزادی کے نام پر غلط کام کرنے والوں کو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے اور اس بہانے سے جو مسلمانوں کے جذبات سے کھیل کر آئے دن کچھ نہ کوئی ایسی حرکتیں کرتے ہیں جو مسلمانوں کے جذبات کو تکلیف پہنچانے والی ہیں انتہائی کریمہ حرکتیں ہیں۔ قرآن کریم کی بے حرمتی ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازیبا الفاظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کے پکڑ کے سامان فرمائے۔ اس میں بھی مسلمان حکومتوں کا قصور ہے جن میں پھوٹ کی وجہ سے اسلام مخالف طاقتیں اس قسم کی غلط حرکتیں کرتی ہیں۔ اگر کوئی رد عمل ہو گا مسلمانوں کی طرف سے تو وہ بھی عارضی ہی ہو گا اور ایسا ہو گا جس کا کوئی اثر نہ ہو۔ پس

**مسلمان راہنماؤں اور امہ کے لیے بہت دعائیں کریں اس کی بہت ضرورت ہے۔**

پھر

**فرانس میں جو حالات ہیں**

یہاں بھی مسلمانوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے اور جو مسلمانوں کا رد عمل ہے وہ بھی غلط ہے یا دوسروں کا بھی ساتھ مل کے۔ توڑ پھوڑ سے تو کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ مسلمانوں کو اپنے عمل اسلامی تعلیم کے مطابق کرنے ہوں گے۔ جب مسلمانوں کے قول و فعل اسلامی تعلیم کے مطابق ہوں گے تو تبھی کامیابیاں بھی ملیں گی۔ بہر حال ہم تو دعا کر سکتے ہیں۔

**خاص طور پر مسلمان دنیا کے لیے اور عمومی طور پر تمام دنیا کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ظلم سے محفوظ رکھے اور دنیا میں امن و امان کی صورت حال بھی پیدا ہو جائے۔**  
**سب ایک دوسرے کا حق ادا کرنے کی اہمیت کو سمجھنے والے ہوں ورنہ دنیا جس طرف جا رہی ہے کئی**

دفعہ میں کہہ چکا ہوں بہت بڑی تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

اسی طرح پاکستان میں جو احمدی ہیں

ان کے لیے بھی بہت دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہر شر سے محفوظ رکھے۔

فرانس میں کہنے کو تو بڑے مظاہرے ہو رہے ہیں اور سمجھا جا رہا ہے کہ جو بندہ، لڑکا جس کو مارا گیا ہے اس کے حق میں بہت کچھ ہو رہا ہے لیکن عملاً جو پبلک کارویہ ہے، وہاں کے لوگوں کا رویہ ہے وہ اس طرح سے ہے کہ سنا ہے انہوں نے دونوں کے لیے جو فنڈ ریزنگ کی ہے، اس پولیس والے کے لیے بھی جس کو پکڑا گیا اور اس لڑکے کے لیے بھی جو مارا گیا ہے اس میں لڑکے کے لیے جو فنڈ ریزنگ ہے وہ صرف دو لاکھ یورو آئے ہیں اور جو پولیس والا ہے جس کو کہتے ہیں کہ ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے اور حکومت بھی بیان دے رہی ہے اس کے حق میں اس کے لیے، اس کی مدد کے لیے ایک ملین سے زیادہ یورو جمع ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے اور ان لوگوں کو انصاف سے چلنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور

مسلمانوں کو ایک ہونے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆ خطبہ ثانیہ ☆☆☆